فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

دارالافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 37 | جمعۃ المبارک 17 ربیع الاول 1441ھ 15 نومبر 2019ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: جاز سم والوں کی طرف سے مختلف پیکجز ملتے ہیں ان میں کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب: جاز کمپنی کی طرف سے اپنے صارفین کے لیے مختلف سہولیات متعارف کرائی گئی ہیں، ان سب کا حکم ایک جیسا نہیں۔ مختصراً کچھ وضاحت درج ذیل ہے:

1۔ کمپنی اپنی سم استعمال کرنے والے صارفین کو غیر مشروط طور پر کبھی کبھار کچھ فری منٹس وغیرہ کی صورت میں جو سہولیات دیتی ہے یہ کمپنی کی طرف سے انعام ہے، اس لیے ان کا وصول کرنا جائز ہے۔

2۔ اسی طرح کچھ متعین پیکج وغیرہ بھی ہوتے ہیں مثلاً سو روپے میں 150 منٹ ایک محدود مدت کے لیے دیے جاتے ہیں۔ ان کا استعمال بھی جائز ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ کمپنی کی سہولیات کو متعین رقم کے بدلے میں خریدنے کے حکم میں ہے۔

3۔ موبائل اکاؤنٹ کھولنے کے بدلے میں سو یا دو سو روپے کا بیلنس یا اضافی سہولیات وغیرہ دی جاتی ہیں۔ ان کا استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ قرض کے بدلے میں منفعت کے حصول کا ہے۔ ان سہولیات کے حصول کے لیے موبائل اکاؤنٹ کھولنا بھی جائز نہیں۔

4۔ اپنے موبائل اکاؤنٹ میں متعین مقدار میں رقم رکھنے پر اضافی منٹس اور میسجز وغیرہ کی صورت میں سہولیات دیتی ہے، ان کا حصول بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ معاملہ بھی قرض کے بدلے میں نفع حاصل کرنے کا ہے۔

نوٹ: جن صورتوں میں کمپنی کی طرف سے دی گئی سہولیات حاصل کرنا جائز نہیں، اگر کمپنی کا اکاؤنٹ کھولتے ہوئے ان سہولیات کے حصول کی نیت نہ ہو تو اکاؤنٹ کھولنا اور زائد رقم رکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن کمپنی ان چیزوں کے بدلے میں جو سہولیات فراہم کر دے اور وہ غلطی یا جان بوجھ کر استعمال کر لی جائیں تو انھیں دوبارہ کمپنی کو لوٹانا ضروری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جتنی مالیت کی سہولیات استعمال کر لی گئی ہیں، اتنی مالیت کے برابر کمپنی کا کارڈ خرید کر اسے ضائع کر دیا جائے۔

(الف) وفی الأشباہ کل قرض جر نفعا حرام. (رد المحتار، کتاب البیوع، مطلب کل قرض جر نفعا حرام)

(ب) ولا یجوز قرض جر نفعا. (البحر الرائق، کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی المبیع...)

(ج) فی الرد عن الکسب الخبیث: ویردونها علی أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه اھ.

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فوجی کٹنگ کروانا کیسا ہے، اس کٹنگ میں سر پر کچھ لمبے بال رکھے جاتے ہیں اور کانوں کے اوپر تمام بال ریموو کر دیے جاتے ہیں؟

جواب: فساق و فجار اور غیر قوموں کی مشابہت کی وجہ سے ایسے بال رکھنا مکروہ ہے، اس لیے انھیں کٹوا دیا جائے۔ بال چاروں طرف سے برابر ہونے چاہییں، اس لیے حجامت بنواتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ بال چاروں طرف سے برابر ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة) ترجمہ: ”جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے“۔

وکراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضا. (رد المحتار، کتاب الخنثی، مسائل شتی)

اسی طرح ایک روایت ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ (سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب في الذؤابة) ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا''۔ سر کے بعض بالوں کو کاٹنا اور بعض کو چھوڑ دینا قزع کہلاتا ہے۔

سوال: میں نے کھڑکیاں خریدی تھیں تیرہ لاکھ کی، اس میں سے پانچ لاکھ ادا کر چکا ہوں آٹھ لاکھ باقی ہیں، جب کہ کھڑکیاں میرے پاس آچکی ہیں اور اب میرا زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آچکا ہے تو یہ آٹھ لاکھ روپے بھی زکوٰۃ میں شامل ہوں گے یا انہیں منہا کیا جائے گا؟

جواب: اگر یہ کھڑکیاں رہائشی مکان کی تعمیر میں لگانے کے لیے خریدی گئی ہیں تو ادا کردہ رقم کے علاوہ بقیہ رقم آپ پر قرض ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے یہ قرض منہا کر کے بقیہ رقم کی زکوٰۃ ادا کریں۔

حدیث شریف میں ہے: عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ: هَذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ، فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَقْضِهِ، وَزَكُّوا بَقِيَّةَ أَمْوَالِكُمْ. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الزكاة، باب ما ذكر في خرص النخل) ترجمہ: ''حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا، وہ فرما رہے تھے کہ یہ تمھاری زکوٰۃ کا مہینہ ہے، جس شخص پر قرض وغیرہ ہو، اسے ادا کرے، پھر اس کے بعد تم لوگ اپنے بقیہ اموال کی زکوٰۃ نکالو''۔

سوال: مجھ پر اس سال کی زکوٰۃ دولاکھ روپے ہے، ایک صاحب کو سوا لاکھ روپے ہم نے قرض دیا ہوا ہے جس کا ہمیں یقین ہے کہ وہ رقم ہمیں واپس نہیں کر سکتے تو اگر میں وہ رقم ان کو معاف کر دوں تو کیا یہ زکوٰۃ کی رقم میں سے شمار کی جا سکتی ہے کہ اسے منہا کر کے بقیہ زکوٰۃ کی رقم ادا کر دوں؟

جواب: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک ضروری ہے قرض کی رقم معاف کر دینے کی صورت میں چونکہ تملیک نہیں پائی جاتی، اس لیے اس طرح زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوتی۔ البتہ اگر آپ زکوٰۃ کی رقم مذکورہ شخص کے حوالے کر دیں اور وہ یہ رقم قرض کی ادائیگی کے طور پر واپس کر دے تو آپ کی زکوٰۃ اور قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔

وان كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوي به زكوٰة مال عين الواهب لا تسقط عنه زكاة ذلك المال (فتاوى بزازية على هامش الهندية فصل في هبة الدين من المديون بنية الزكاة)

وحيلة الجواز أن يعطي مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه (الدر المختار، كتاب الزكاة)

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم بتادیں: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مساجد کے بارے میں باہم فخر کریں گے''۔ رواہ ابوداود ونسائی ودارمی وابن ماجہ۔

جواب: سنن أبي داود میں ہے: عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لا تقومُ السَّاعةُ حتَّى يَتَباهى النَّاسُ في المَساجِدِ". (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في بناء المساجد) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ لوگ مسجدوں پر فخر کرنے لگیں''۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ اپنی اپنی مسجدوں کی تعمیرات اور دلکشی پر اترائیں گے اور ایک دوسرے سے دکھلاوے کے طور پر فخر اور مقابلہ کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہماری مسجد تمھاری مسجد سے زیادہ دلکش و پرشکوہ ہے، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عالیشان مسجد تعمیر کرنا چونکہ مشکل ہوتا ہے اس لیے وہ لوگ مسجدیں کم بنانے لگیں گے۔

(الف) قدم الخبر على المبتدأ للاهتمام به وزيادة الإنكار على فاعله لا للتخصيص ولا للحصر، أي: من علامات القيامة (أن يتباهى الناس في المساجد)، أي: في شأنها أو بنائها يعني: يتفاخر كل أحد بمسجده ويقول: مسجدي أرفع أو أزين أو أوسع أو أحسن ؛ رياء وسمعة واجتلابا للمدحة(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة،باب المساجد ومواضع الصلاة)

(ب) عن أنس أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: لا تقوم الساعة حتى يتباهى الناس في المساجد) أي يتفاخرون في بناء المساجد، يعني يتفاخر كل واحد بمسجده يقول: مسجده أرفع أو أزين أو أوسع أو أحسن رياءً وسمعة واجتلابًا للمدحة، ويؤيده ما نقله الحافظ من "مسند أبي يعلى" و"صحيح ابن خزيمة" من طريق أبي قلابة أن أنسًا قال: سمعته يقول: "يأتي على أمتي زمان يتباهون بالمساجد ثم لا يعمرونها إلّا قليلًا"، وعند أبي نعيم في "كتاب المساجد": "يتباهون بكثرة المساجد". (بذل المجهود في حل سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في بناء المساجد)

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عالیشان اور دلکش مساجد کی تعمیر درست نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کو اس قدر مقصود و مطمح نظر نہ بنایا جائے کہ تعمیرات کی دلکشی ہی اصل توجہ کا مرکز بن کر فخر و غرور کا سبب بننے لگیں۔لہذا مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ان کی تزیین و آرائش بھی باعث اجر وثواب ہے۔فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

في الدر المختار: (ولا بأس بنقشه خلا محرابه) فإنه يكره لأنه يلهي المصلي. ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصا في جدار القبلة قاله الحلبي. وفي حظر المجتبى: وقيل يكره في المحراب دون السقف والمؤخر انتهى. وظاهره أن المراد بالمحراب جدار القبلة فليحفظ (بجص وماء ذهب) لو (بماله الحلال. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

سوال: کشمیر میں ایک جگہ مسجد بنائی جارہی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی کالج ہے پہلی منزل کو بطور ہال استعمال کیا جاتا ہے جہاں مختلف پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں، جیسے یوم والدین، قومی تقریبات اور سالانہ پروگرام وغیرہ۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ اس کالج میں مخلوط نظام تعلیم ہے اور یہ پروگرام بھی مخلوط ہوتے ہیں، اس ہال کی چھت پر مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہے، کیا شرعی لحاظ سے یہ مسجد کہلائے گی یا صرف نماز گاہ ہوگی اور کیا یہ جامع مسجد بن سکتی ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ میں عورتوں اور مردوں کا اختلاط جائز نہیں اب چاہے وہ اختلاط کسی تعلیمی نظام کے تحت ہو یا کسی محفل کے انعقاد کے لیے، بہرصورت مردوں اور عورتوں کا اختلاط ناجائز ہے۔ اب جس جگہ اس طرح کی محافل کا انعقاد ہو اس کی چھت پر مسجد تعمیر کرنا یہ ادب کے خلاف ہے، اگر اس ہال کی چھت پر مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ ہو تو اس ہال کو اس طرح کی محافل کے انعقاد سے پاک کرنا ضروری ہوگا اور چونکہ یہ ہال کالج کے انتظام میں استعمال ہوتا ہے اس لیے اس کے اوپر تعمیر کی جانے والی مسجد شرعی مسجد نہیں کہلائے گی بلکہ وہ صرف مصلی یعنی نماز کی جگہ کہلائے گی۔

فإن قيل أليس مسجد بيت المقدس تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون به قيل إذا كان تحته شيء ينتفع به عامة المسلمين يجوز لأنه إذا انتفع به عامة المسلمين صار ذلك لله تعالى أيضا. وأما الذي اتخذ بيتا لنفسه لم يكن خالصا لله تعالى فإن قيل لو جعل تحته حانوتا وجعله وقفا على المسجد قيل لا يستحب ذلك ولكنه لو جعل في الابتداء هكذا صار مسجدا وما تحته صار وقفا عليه ويجوز المسجد والوقف الذي تحته ولو أنه بنى المسجد أولا ثم أراد أن يجعل تحته حانوتا للمسجد فهو مردود باطل وينبغي أن يرد إلى حاله إلى هنا لفظ الفقيه. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، كتاب الوقف،فصل من بنى مسجدا لم يزل ملكه عنه حتى يفرزه عن ملكه)

ختم شد